حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

امیر شریعت، جامع الصفات شخصیت

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ تقسیم ہند سے قبل قافلہ احرار میں شامل ہوئے۔ وہ مغربی پاکستان مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ برصغیر کی آزادی کے لئے مجلس احرار اسلام کے سٹیج سے بے شمار تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی اذیتیں بھی برداشت کیں۔ وہ سیاست دان بھی تھے اور عارف باللہ بھی۔ انہوں نے جہاد آزادی میں حضرت امیر شریعت کی رفاقت میں زندگی کا بہترین حصہ گزارا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے بعد مجلس احرار اسلام سے علیحدہ ہو کر جمعیت علمائے اسلام قائم کرلی، جمعیت کو پروان چڑھایا۔ مگر عمر کے آخری حصہ میں اپنے ہی رفیق مولانا مفتی محمود کے ہاتھوں پٹ گئے، مفتی صاحب مرحوم نے انہیں جمعیت سے نکال دیا اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

(ادارہ)

امیر شریعت کے محاسن و مناقب بیان کرنے میں ہر صاحب قلم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ ہر حساس مسلمان نے ان کی جدائی کا صدمہ محسوس کیا ہے۔ ہر اللہ والے نے ان کے لئے دعا فرمائی ہے۔ مرزائیوں اور رافضیوں کے سوا ہر طبقہ نے ان کی وفات کو عظیم ملی سانحہ قرار دیا ہے۔

میں نے اس صف میں کبھی اپنے کو شمار نہیں کیا۔ مگر حضرت شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ کے نام لیواؤں کی فہرست میں شمول کی عزت کی خاطر چند سطریں لکھتا ہوں۔

میں چاہتا ہوں کہ ملت کو اپنے امیر شریعت کے اسوہ سے فائدہ پہنچے اس لئے ان کی چند خوبیاں بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

تواضع انکسار

حضرت شاہ جی جتنے بڑے انسان تھے اتنا ہی وہ اپنے کو چھوٹا سمجھتے۔ انکسار کا ان پر اتنا غلبہ تھا کہ کبھی ممتاز جگہ پر بیٹھنا پسند نہیں فرمایا۔ جب سادات کو عام طور پر چارپائی پر بٹھاتے ہیں تو خود نیچے بیٹھ جایا کرتے ہیں۔ عوام کے لئے سادات کا احترام تو حسن اسلام کی نشانی ہے مگر سادات کو کیا کرنا چاہیئے اس میں سب کو سب سے بڑے سید یعنی سید الکونین کی پیروی ہی باعث عز و افتخار ہے جب آنحضرت ﷺ صحابہؓ کرام کے ہمراہ راستے پر چلتے تھے تو سب کے آگے ہو کر بلکہ کیف ما تفق (جیسے بھی ہو جائے) ان میں شامل ہو کر چلتے اور باوجود اس کے بطور معجزہ آپ سب سے نمایاں اور ممتاز نظر آتے۔ یہی حال حضرت شاہ جی کا تھا آپ متبع سنت تھے۔

سب کے برابر چلتے سب کے ساتھ بیٹھتے اور سب سے مل کر کھانا کھاتے۔ آپ امتیاز شان کو کبھی پسند نہ فرماتے۔ کوئی بھی آتا اسے اپنے ساتھ چارپائی پر بٹھاتے۔ دوست اور خدام ہچکچاتے آپ ازراہ مزاح فرماتے کہ بھائی میں کوئی اچھوت تو نہیں مجبور ہو کر سب کو حکم کی تعمیل کرنی پڑتی۔

آپ اگر چاہتے تو آپ کے پروانے آپ کو فرسٹ کلاس کیا ہوائی جہاز میں سفر کراتے مگر آپ کا اکثر سفر تھرڈ کلاس میں ہوتا رہا۔ مگر جہاں بیٹھ گئے وہی جگہ گل و گلزار بلکہ زعفران زار ہو گئی۔ مفسر قرآن جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا احمد علی صاحب[1] مدظلہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ جی کے پاس بیٹھنے سے غم پاس نہ بھٹکتا تھا۔

خورد و کلاں امیر و غریب سب کے ساتھ حضرت شاہ صاحب کا یہی سلوک تھا۔ وہ ہر آدمی کی عزت کرتے اور کسی کو بھی ذلیل نہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ہر شخص کے دل میں آپ کے لئے محبت کے جذبات موجزن رہے۔

ہاں ان کے دل میں فرنگی اور مرزائیوں کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی۔ اور جہاں آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس کا سوال آتا وہاں وہ بے قابو ہو جاتے۔

جفاکشی اور دلیری

اکثر علماء کے دورے بڑے شہروں میں ہوتے ہیں۔ لیڈروں کا تو کیا کہنا ان کے لئے تو تیار اسٹیج چاہیئے جہاں کہ وہ موٹر سے اتر کر ایک عدد لیکچر جھاڑ دیں۔ بعض مبلغین دیہات میں بھی جاتے ہیں مگر حضرت شاہ صاحب سب سے نرالے تھے۔ ان کی جوانی اور زندگی کا قابل فخر زمانہ ڈیرہ غازی خاں، مظفر گڑھ، ملتان وغیرہ اضلاع کے خشک اور ریتلے میدانوں، گرم ہواؤں اور گرد و غبار کے طوفانوں سے محبت میں گزرا۔ کبھی پیدل کبھی گھوڑے اور کبھی اونٹ پر چلے جا رہے ہیں۔

ان کو بے بس مسلمانوں کی غربت کھائے جا رہی تھی۔ جو روایت و رسوم اور بدعات کے شکار ہونے کی وجہ سے مال و دولت کے سوا ناموس تک کو گروی رکھ دینے پر مجبور ہو جاتے۔

وہ جہاں جاتے۔ سطحی دورہ کر کے کبھی واپس نہ ہوتے نہ تقریریں بیچ کر کمائی کا حساب لگاتے۔ وہ ہر جگہ جم کر کام کرتے کہیں کہیں ڈیرہ ڈال دیتے اور تب نکلتے کہ وہ علاقہ صاف ہو جاتا یا حق کی حامی جماعت بن جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جرأت و ہمت کا وہ جوہر عطا فرمایا تھا جو کم کسی کو نصیب ہوتا ہے انگریزوں کے اقتدار کے زمانہ میں پرستاران فرنگی کے غضبناک ہجوم کے اندر فریب خوردہ جوشیلے اور نادان مسلمانوں کی مخالفت کے طوفان میں گھس کر حق کہنا اور پھر سب کے دلوں کو فتح کر لینا شاہ جی پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم تھا۔ کہیں کھانا دیر سے ملا۔ کہیں آرام کی جگہ نہیں۔ کہیں گرمی نے ستایا۔ اور کہیں روحانی اذیت پیش آئی۔ کبھی گرفتاری کا خطرہ لاحق ہوا اور کبھی جیل جانا پڑا کوئی بات ان کو راہ حق سے ہٹا نہ سکی نہ انکی ہمت و حوصلے کو

۱۔ ۱۹۶۱ء تب حضرت لاہوری حیات تھے۔

شکست دے سکی۔

ذالک فضل الله یوتیہ من یشاء

استغناء

حضرت شاہ جی نہ صاحب جائیدا تھے نہ موٹر اور بنگلہ کے مالک لیکن وہ امیروں سے بڑھ کر امیر تھے۔ حدیث شریف میں کیا خوب ارشاد ہوا

الغنیٰ غنی النفس

کہ غنی ہونا تو دل کا ہے۔ جسکا دل غنی ہے وہ اصل غنی ہے۔ اس کی نظروں میں دنیا و مافیہا نہیں جچتی۔ جس کا دل فقیر ہے وہ لکھ پتی اور کروڑپتی ہو کر بھی مفلس اور قلاش ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ جی کو قلبی غنیٰ عطا فرمایا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ساری دنیا سے مستغنی تھے۔ حضرت شاہ جی کے کثیر التعداد مرید تھے۔ وفادار دوستوں کا حلقہ اتنا وسیع تھا کہ باید و شاید بعض بڑے بڑے نواب اور زمیندار بھی خدام میں شریک تھے۔ مگر مجال کیا کہ حضرت شاہ جی نے کسی کے سامنے اپنی حاجت پیش کی ہو۔ جو شخص از خود خدمت کرتا اس کو رد نہ فرماتے۔ دورے میں اگر کوئی خدمت نہ ہوتی ماتھے پر بل نہ پڑتا۔ اور دوبارہ اس کی دعوت پر تشریف لے جاتے۔ ایک بار ایبٹ آباد میں دوستوں کے حلقہ میں ذکر فرمایا کہ ایک مرید نے سولہ روپے کا ہدیہ پیش کیا میں نے لے لیا۔ جب دیکھا تو سب کے سب کھوٹے تھے۔ کہا ایسے کھوٹے مرید بھی ہوتے ہیں۔ (او کما قال)

اس فضیلت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اگر حضرت شاہ جی بنگلہ اور کوٹھی بنانا چاہتے یا موٹر وغیرہ کا شوق کرتے تو ان سے بڑھ کر اور کس کو سہولتیں حاصل تھیں مگر انہوں نے کچے مکان میں رہنے جام سفالین میں کھانے اور غریبوں کے ہمراہ چلنے کو ہی ترجیح دی۔ حضرت شاہ جی کا یہ استغناء ہی وہ جوہر تھا جس نے ان کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ یہ استغناء ہی ہے جس سے مردان حق اور سگان دنیا کا امتیاز ہوتا ہے۔ اللہ والے اللہ کا کام کرتے ہیں۔ ان کے تمام کاموں کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ لے لیتے ہیں۔ جیسے کہ آیت کریمہ اشارہ کرتی ہے۔

وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا لا نسئلک رزقاً نحن نرزقک

ترجمہ۔ آپ اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کریں اور خود اس پر قائم رہیں ہم آپ سے روزی نہیں مانگتے (بلکہ) ہم آپ کو روزی دیتے ہیں۔

آیت کریمہ میں اشارہ ہے کہ تم (للہ) مقصد حیات میں لگ جاؤ۔ اللہ کے دین کا کام کرو۔ تو تمہاری ضروریات کی کفالت ہم پر ہے۔ اہل دنیا اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔

سنا ہے ایک بار سی، آئی، ڈی والے حضرت شاہ جی کے ہاں آبیٹھے ان کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ آپ کی معیشت کا کیا انتظام ہے وہ پوچھنے بھی نہ پائے تھے کہ ایک شخص گیہوں کی بوری لے آیا۔ ایک اور گھی کا بھرا ہوا برتن۔ یہ دیکھتے ہی وہ سی، آئی، ڈی والے چپکے سے کھسک گئے۔

سچ ہے جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

قدردانی

حضرت شاہ جی میں ایک خاص وصف یہ تھا کہ وہ مظاہر فطرت کے آئینہ جمال قدرت کے جلوے دیکھتے اور ہر صاحب کمال کی قدر کرتے وہ فرعون مزاج فرنگی اور اس کے ایجنٹوں کے سامنے تیغ بے نیام تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور عاجز مخلوق کے لئے آنکھیں بچھاتے۔ کمال علم وکمال تقویٰ کی تعظیم میں ان کی کمر جھکی رہتی۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے ملفوظات یا کسی تحقیق کا ذکر آتا تو مجسمہ سکوت و حیرت بن جاتے۔ کیوں نہ ہو۔ ولی را ولی شناسد

حضرت شاہ جی خود مجاہد اور احیاء سنت اور تردید شرک و بدعت کے علمبردار تھے۔ وہ ان جبال علم و عمل کی بلندیوں سے واقف اور ان کے فیوض باطنی سے لذت آشنا تھے۔ بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان نے جس نصب العین کو سامنے رکھ کر جدوجہد شروع کی تھی حضرت شاہ جی نے اس کو سرانجام دینے میں اپنی ساری عمر صرف کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں اس قبر پر جس میں اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے اللہ کا نام بلند کرتے کرتے جابسے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی پیروی نصیب کرے۔ آمین

❀

ان کی خطیبانہ سرگرمیوں اور مجاہدانہ عملی زندگی نے ملک کے گوشہ گوشہ میں وطن پروری اور ملکی آزادی کی لہر دوڑادی۔

قادیانیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب پر آپ ہی کے جوشِ خطابت نے بند لگایا اور انگریز پرست جماعتوں کے حوصلے پست کئے۔

مولانا عبد الشاہد خان: (علی گڑھ)

آپ اسلام اور پاکستان کی زبردست طاقت تھے۔

مولانا **عبداللہ درخواستی**

آپ کی زندگی اعلائے کلمتہ الحق، زہد و تقویٰ اور حسن عمل کا مستقل باب ہے۔ مولانا **عبید اللہ انورؒ**

شاہ جی نے ہندوستان کے چپہ چپہ پر فرنگی اقتدار کو چیلنج کیا۔

مولانا **مفتی محمودؒ**

انہوں نے آزادی کے لئے جد و جہد کی تھی، اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی تھیں اسے مسلمانان برصغیر کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے عمر بھر جد و جہد کی!

مولانا **احمد سعید کاظمیؒ**

آپ بڑی خوبیوں کے مالک تھے ان کی خدمات پر ملت ہمیشہ فخر کرے گی۔

مولانا ابوالحسنات قادریؒ